سیدہ ماریہ قبطیہ (مصر سے مدینہ تک)

تحریر: زبیر جمالوی

(فاضل جامعۃ المدینہ ،ملتان)

(متخصص فی الفقہ ،لاہور)

تاریخ:24 جون 2024

اُمُّ المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

از: مولانا زبیر احمد جمالوی (کوہاٹ)

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جانب سے بادشاہوں کی طرف خطوط:

6 ہجری میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مشرکین مکہ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر صلح کرلی کہ 10 سال تک اب آپسی جنگ نہیں کریں گے تو اب مسلمانوں کو کفار مکہ کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں رہا۔

اس صلح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عالمی دعوت کے لیے فارغ ہوئے چنانچہ 7 ہجری یکم محرم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کو خطوط بھیجے۔

رومی اور فارسی سلطنتیں اس وقت کی سپر پاور تھیں۔ رومی شہنشاہ ہرقل کے پاس آپ نے سیدنا دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ (سال وفات 50ھ) کو بھیجا تھا۔ (صحیح البخاری، ۳/۱۶۵۷، البخاری ت ۲۵۶)

اسی طرح فارسی شہنشاہ خسرو پرویز کے پاس سیدنا عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ (سال وفات33ھ) کو بھیجا گیا۔ (صحیح البخاري-۳/۱۶۱۰(ت۲۵۶)

اسی طرح شاہ حبشہ اصحمہ بن ابجر کے پاس سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ (سال وفات 59ھ) کو بھیجا گیا۔ (المصباح المضی فی کتاب النبی الأمی ورسله إلى ملوك الأرض من عربي وعجمی ۲/۳۳ ـــ ابن حدیدة (ت ۷۸۳)

شاہ مصر مقوقس کے پاس سیدنا حاطب ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ (سال وفات 30ھ) کو بھیجا گیا۔ (اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین ۱/۸۱، ابن طولون (ت ۹۵۳)

اسی طرح امیر یمامہ ہوذہ بن علی کے پاس سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ (سال وفات 12ھ) کو امیر بحرین منذر بن ساوی کے پاس علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ (سال وفات 21ھ) امیر غسان حارث بن ابی شمر کے پاس شجاع بن وھب رضی اللہ عنہ (سال وفات 12ھ) کو بھیجا گیا۔ (سیرۃ ابن ھشام ۲/۶۰۷ عبد الملک بن ھشام (ت ۲۱۳)

اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اور بھی سینکڑوں خطوط لکھے تفصیل کے لیے ڈاکٹر حمید اللہ (سال وفات 2002ء) کی تالیف مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ کی طرف رجوع فرمائیں۔

بادشاہوں کی جانب سے خطوط کے جواب: خط کے نتیجے میں امیر یمامہ اور امیر بحرین اور والی حبشہ تو اسلام لے آئے، شہنشاہ فارس نے بے ادبی کرتے ہوئے خط کو پھاڑ دیا، اور شہنشاہ روم و بادشاہ مصر نے خط کی تعظیم کی۔

بادشاہ مصر مقوقس نے خط کے جواب میں لکھا، مجھے معلوم ہے کہ ابھی ایک نبی کی آمد باقی ہے میں سمجھتا تھا کہ وہ شام سے نمودار ہو گا۔ میں نے آپ کے قاصد کا اعزاز و اکرام کیا۔ پھر اس نے آپ کے قاصد سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آپ کی طرف کچھ تحائف بھی بھیجے جن میں سے 2 لونڈیاں ماریہ اور سیرین ایک گدھا یعفور ایک خچر دلدل ایک گھوڑا میمون اس کے علاوہ کچھ سونا کپڑے اور شہد بھی ارسال کیا۔ (عیون الأثر ۲/۳۷۷، ابن سید الناس (ت ۷۳۴)

حضرت ماریہ قبطیہ کا قبول اسلام: اہل مصر چونکہ نصرانی تھے تو راستے میں حضرت حاطب (سال وفات 30) نے دونوں بہنوں کو اسلام کی دعوت دی اور وہ دونوں اسلام لے آئیں۔ (الطبقات الکبری ۸/۲۱۲، ابن سعد (ت ۲۳۰)

جب دونوں بہنیں مدینہ منورہ پہنچیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ماریہ بنت شمعون کو اپنے پاس رکھ لیا اور سیرین بنت شمعون کو شاعرِ دربارِ نبوی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (سال وفات 54ھ) کو عطا کر دی۔ (سیدہ سرین کے ہاں عبد الرحمن کی ولادت ہوئی اور سیدہ ماریہ کے ہاں حضرت ابراہیم کی ولادت ہوئی)

حضرت ماریہ قبطیہ کی رہائش کا انتظام: بعض روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (سال وفات 93ھ) کی والدہ سیدہ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا (سال وفات 30ھ) کے گھر میں ٹھہرایا۔(تاریخ الطبري ٣/٢١، أبو جعفر ابن جرير الطبري (ت ٣١٠) بعض دوسری روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ (سال وفات 50ھ) کے گھر میں اتارا۔(وفاء الوفاء ٣/٣٦،(ت ٩١١)

کچھ عرصہ بعد حضرت ماریہ کے لیے مدینہ منورہ کے عوالی (بالائی حصہ) میں رہائش کا انتظام کیا گیا۔اس جگہ پر ایک مسجد مشربہ ام ابراہیم قائم کی گئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود بھی نماز پڑھی ۔(وفاء الوفاء ٣/٣٥، السمهودي (ت ٩١١)

آپ کی انوکھی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کو آزاد عورت کی طرح عزت دیتے تھے لونڈیوں کے متعلق عمومی حکم یہی ہے کہ ان پر حجاب کرنا ضروری نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدہ ماریہ پر حجاب کو فرض قرار دیا تھا۔(الاصابة في تمييز الصحابة ٨/٣١١، ابن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (سال وفات 58ھ) بیان کرتی ہیں: ازواج مطہرات میں سے مجھے کسی پر اتنی غیرت نہیں آتی تھی جتنی غیرت ماریہ پر آتی تھی یہ اس وجہ سے کیوں کہ وہ بہت خوبصورت تھیں ان کی آنکھیں سخت سیاہ اور چہرہ سفید تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرایا تھا جو کہ ہمارے پڑوسی ہی تھے۔

دن کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عموما انہیں کے ہاں ہوتے یہاں تک کہ ہم نے احتجاج کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کو عوالی مدینہ (مدینہ کے بالائی حصہ) میں لے گئے۔لیکن پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کے پاس جاتے تھے اور یہ بات مجھے گوارہ نہیں تھی لیکن ان پر اللہ کا کرم ہوا کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اولاد ہوئی اور ہم اولاد سے محروم رہے۔(المنتخب من كتاب أزواج النبي صلى الله عليه وسلم ١/٥٧، الزبير بن بكار (ت ٢٥٦)

اسی محبت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو وصیت کی کہ جب

تم مصر فتح کرو تو وہاں نرمی اور نیک سلوک کرنا کیوں کہ مصریوں کے ساتھ ہمارا نسبی اور سسرالی دونوں قسم کی رشتہ داریاں ہیں۔(صحیح مسلم-۷/۱۹۰،مسلم(ت۲۶۱)

اور صحابہ کرام نے اس پر عمل بھی کیا جب سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (سال وفات 45ھ) نے 20ہجری میں مصر فتح کیا تو مقوقس کے ایلچیوں کے ساتھ اس وصیت کا تذکرہ بھی کیا۔(النجوم الزاهرة فی ملوک مصر والقاهرة ۱/۲۳۔ابن تغري بردي(ت۸۷۴)

جب مصر فتح ہو گیا تو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ (سال وفات 34ھ) نے سیدہ ماریہ کے گھر کے متعلق لوگوں سے پوچھا اور پھر وہاں پر ایک مسجد بنوائی۔

اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (سال وفات 60ھ) نے اپنے دور حکومت میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ (سال وفات 50ھ) کی سفارش پر اور سیدنا ابراہیم کے اکرام کی خاطر اہل خفن (سیدہ ماریہ کا آبائی گاؤں کے لوگوں) سے جزیہ بھی ختم کر دیا۔(الأموال ۱/۱۲۱۔أبو عبيد القاسم بن سلام (ت۲۲۴)

آپ کے بطن سے حضرت ابراہیم کی ولادت: 7

ہجری میں سیدہ ماریہ کی آمد ہوئی 8 ہجری میں ان کے ہاں حضرت ابراہیم کی ولادت ہوئی۔ بوقت ولادت آپ کی دائی سیدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔

جب سیدنا ابراہیم کی ولادت ہوئی تو سب سے پہلے حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابو رافع رضی اللہ عنہ (سال وفات 40ھ) کو خبر دی۔ سیدنا ابو رافع نے فوراً ہی یہ خوشخبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سنائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس سے اتنے خوش ہوئے کہ انعام کے طور پر ان کو ایک غلام عطا فرمایا۔(الطبقات الکبری - ۱/۱۰۷،ابن سعد (ت۲۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پیدائش کے ساتویں دن ان کا عقیقہ کیا اور ان کے بال منڈوائے اور ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کیا اور بال دفن کرنے کا حکم دے دیا۔(تاریخ دمشق ۳/۲۳۶، أبو القاسم ابن عساکر (ت۵۷۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ (سال وفات 93ھ) بیان کرتے ہیں: ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا رات کو

اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹے سے نوازا ہے اور میں نے اس کا نام اپنے والد ابراہیم کے نام پر رکھا ہے۔(الآحاد والمثاني ٥/٣٤٨، ابن أبي عاصم (ت ٢٨٧)

جب سیدنا ابراہیم پیدا ہوئے تو انصار کی عورتوں میں مسابقت شروع ہوئی کہ کون اس بچے کو دودھ پلائے گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ام بردہ بنت المنذر رضی اللہ عنہا کا انتخاب کیا۔

اب حضرت ابراہیم ام بردہ اور ان کے شوہر براء بن اوس کے پاس رہنے لگے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی اکثر اپنے شہزادے کو دیکھنے ان کے ہاں جاتے اور قیلولہ بھی فرماتے۔(المنتخب من كتاب أزواج النبي صلى الله عليه وسلم ١/٥٩ ،الزبير بن بكار (ت ٢٥٦)

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق رضاعی والدہ کا نام ام سیف تھا۔(صحیح مسلم ،٣/١٨٠٧ مسلم (ت ٢٦١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے اہل و عیال کے ساتھ سب لوگوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک بیٹا (ابراہیم) دودھ پینے کے لیے مدینہ کے بالائی محلہ میں ہوتا تھا ہم اس کے پاس جایا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسے بوسہ دیتے اور سونگھتے تھے۔(الأدب المفرد ١/٧٠٣-البخاري (ت ٢٥٦)

حضرت ابراہیم کی وفات: سیدنا ابراہیم تقریبا 16 یا 18 ماہ کے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے پاس بلالیا۔ واقدی (سال وفات 207ھ) کے مطابق آپ کی وفات 10 ربیع الاول بروز منگل 10 ہجری کو ہوئی۔(السنن الكبرى ٧/٤٣-ابو بكر البيهقي (ت ٤٥٨)

سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (سال وفات 32ھ) بیان کرتے ہیں: ایک دن جان عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک باغ میں لے گئے جہاں پر سیدنا ابراہیم موجود تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو اپنی گود میں لیا جبکہ سیدنا ابراہیم کی آخری سانسیں چل رہی تھیں یہ دیکھ کر جان رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آنکھیں بھر آئیں۔حضرت عبد الرحمن نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ بھی رو رہے ہیں جبکہ آپ نے ہمیں خود اس سے روکا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں نے مصیبت کے وقت چہرہ پیٹنے اور گریبان پھاڑنے اور

بالوں کو نوچنے سے منع کیا تھا، اور ہمارا رونا یہ تو رحمت ہے اور جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

اے ابراہیم! ہماری آنکھیں تیری جدائی سے آنسو بہا رہی ہیں اور ہمارے دل تمہاری جدائی کے سبب بہت غمگین ہیں لیکن ہم اس غم میں بھی اللہ تعالی سے شکوہ نہیں کرتے۔(المصنف-۳/ ۶۲، أبو بکر بن ابی شیبة:(ت ۲۳۵)

آپ کی تجہیز و تکفین: حضرت ام بردہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو غسل دیا اور پھر ایک چھوٹی چارپائی پر لٹا کر جنت البقیع میں لایا گیا جہاں پر جان عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی۔

اور پھر سیدہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ (سال وفات 3ھ) کے قریب آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔(المنتخب من کتاب أزواج النبي صلی اللہ علیہ وسلم ۱/ ۶۰، الزبیر بن بکار (ت ۲۵۶)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ (سال وفات 18ھ) اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ (سال وفات 54ھ) نے غسل دیا اور قبر میں اتارا، پھر اس کے بعد آپ کی قبر پر کچھ پانی چھڑکا گیا۔(الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱/ ۵۹—ابن عبد البر (ت ۴۶۳)

چونکہ سیدنا ابراہیم مدت رضاعت میں ہی وفات پا گئے تھے اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میرے بیٹے ابراہیم کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی عورت ہے جو بقیہ مدت رضاعت پوری کر رہی ہے۔(صحیح البخاری-۲/ ۱۰۰، (ت ۲۵۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پردہ فرما جانے کے بعد سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کے نان و نفقہ کی ذمہ داری خلیفہ اول سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ (سال وفات 13ھ) پر آئی جس کو آپ نے بخوبی انجام دیا۔ آپ کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (سال وفات 23ھ) نے بھی آپ کا خصوصی خیال رکھا۔

سیدہ ماریہ کی وفات: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد آپ صرف پانچ سال ہی زندہ رہیں۔

آپ کی وفات ماہ محرم 16 ہجری میں ہوئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا، آپ کو جنت البقیع میں سپرد خاک کر دیا گیا۔(الجوهرة فی نسب النبي وأصحابه العشرة ۲/ ۶۷، (ت بعد ۶۴۶)